توہینِ رسالت کی سزا کے متعلق تین اہم سوال اور ان کے جواب

مفتی وسیم اختر المدنی

رئیس دار الافتاء فیضان شریعت، تین ہٹی کراچی

صدر مدرس تخصص فی الفقہ والافتاء، دار العلوم نعیمیہ کراچی

نوٹ: مفتی صاحب نے تین اہم سوال کے جوابات آڈیو میں ریکارڈ کیے تھے، جسے جزئیات مع ترجمہ اور عنوانات کے ساتھ ضبطِ تحریر میں لایا گیا اور اب افادہ عام کے لئے شائع کیا جا رہا ہے۔

سوال نمبر(1): لبرلز کے گمان میں اَحناف کے نزدیک توہین رسالت ﷺ کے مرتکب کی سزا موت نہیں ہے۔تو پاکستان کے مسلمان حنفی ہونے کے باوجود سزائے موت کا مطالبہ کیوں کر رہے ہیں؟

سوال نمبر(2): آسیہ ملعونہ کی پھانسی کا مطالبہ لبرلز کے نزدیک درست نہیں ہے کیونکہ عورت کی پھانسی کا حکم ان کے مطابق شریعت میں نہیں ہے۔

سوال نمبر(3): امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے جن افراد پر توہین رسالت کی وجہ سے کفر کا حکم دیا تھا، تو آپ نے ان سے صرف توبہ کا مطالبہ کیا، ان کے قتل کا حکم آپ نے بیان کیوں نہیں کیا؟

گستاخِ رسول کی سزا مذاہب اربعہ کی روشنی میں

گستاخِ رسول مسلمان ہے یا کافر؟

توہین رسالت کے مرتکب کی دو صورتیں ہیں: (1) توہین کا ارتکاب العیاذ باللہ کسی مسلمان نے کیا۔(2) کسی غیر مسلم نے کیا۔

مسلمان گستاخِ رسول کی سزا کی تفصیل

اگر کسی مسلمان سے یہ جرم سرزد ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں۔

1) توبہ وتجدیدِ ایمان نہیں کیا۔

2) اس نے گستاخی کے بعد توبہ اور تجدیدِ ایمان کیا۔

توبہ نہ کرنے کی صورت میں بالاجماع واجب القتل ہے

اگر توبہ اور تجدیدِ ایمان نہیں کیا تو اس کے قتل پر پوری امت کا اجماع ہے۔

قاضی عیاض مالکی لکھتے ہیں:" قال أبو بكر بن المنذر أجمع عوام أهل العلم على أن من سب النبي ﷺ يقتل، وممن قال ذلک: مالک بن أنس، والليث وأحمد وإسحاق وهو مذهب الشافعي، وبمثله قال أبو حنيفة وأصحابه والثوري وأهل الكوفة والأوزاعي "

ترجمہ: ابوبکر بن منذر نے کہا: تمام علماء کا اجماع کہ جس نے نبی ﷺ کی شان میں توہین کی اسے قتل کیا جائے۔ یہ قول امام مالک، لیث، احمد، اسحاق کا ہے اور یہی مذہب امام شافعی کا ہے۔ اسی کی مثل امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب، ثوری، اہل کوفہ اور امام اوزاعی نے فرمایا ہے۔ (الشفا، القسم الرابع، الباب الاول، الفصل الاول، 475/2، دار الفيجاء عمان).

ہاں وجہ میں اختلاف ہے کہ اس کو قتل کیوں کیا جائے گا؟

امام مالک اور امام احمد بن حنبل علیہما الرحمہ کے مشہور قول کے مطابق بطورِ حد قتل کیا جائے گا۔

شفا میں ہے:" أن مشهور مذهب مالک وأصحابه وقول السلف وجمهور العلماء قتله حدا لا كفرا إن أظهر التوبة منه ولهذا لا تقبل عندهم توبته، ولا تنفعه استقالته ولا فيأته كما قدمناه قبل وحكمه حكم الزنديق ومسر الكفر في هذا القول ....قال الشيخ القابسي رحمه الله إذا أقر بالسب وتاب منه وأظهر التوبة قتل بالسب لأنه هو حده. وقال أبو محمد بن أبي زيد مثله وأما ما بينه وبين الله فتوبته تنفعه"

ترجمہ: امام مالک اور ان کے اصحاب، سلف اور جمہور علماء کا مشہور مذہب یہ ہے کہ گستاخ کو بطورِ حد قتل کیا جائے نہ کہ بطورِ کفر کے، کہ اگر وہ توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی اور نہ ہی اس کی معافی قتل سے چھڑا پائے گی، جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا۔ گستاخ کا حکم زندیق اور کفر کو چھپانے والے کا ہے۔۔۔۔ شیخ قابسی نے کہا: جب توہین کا اقرار کیا اور توبہ بھی کر لی تب بھی اسے قتل کیا جائے گا کیونکہ قتل حد ہے۔ ابومحمد بن زید نے کہا: توبہ اللہ اور اس کے درمیان نفع بخش ہوگی، دنیاوی سزا قتل کے معافی میں کارگر نہ ہوگی۔ (الشفا، 2 / 548)۔

حنفی علماء کی بڑی تعداد اسی قول کی قائل ہے جس میں صاحبِ بزازیہ، صاحبِ فتح القدیر، صاحب الدرر والغرر، صاحب البحر الرائق، علامہ تمرتاشی اور علامہ شرنبلالی ہیں، اس کے علاوہ بہت سارے متأخرینِ احناف اسی مذہب پر ہیں جو امام مالک اور امام احمد بن حنبل کا ہے۔

فتح القدیر میں ہے:" كـل من أبغض رسول الله ﷺ بقلبه كان مرتدا، فالساب بطريق أولى، ثم يقتل حدا عندنا فلا تعمل توبته في إسقاط القتل"

ترجمہ: جس نے رسول اللہ ﷺ سے بغض رکھا وہ مرتد ہے، اور توہین کرنے والا بطریقِ اولی مرتد ہے۔ اسے بطورِ حد قتل کیا جائے گا، اس کی توبہ قتل کے ساقط ہونے کچھ فائدہ نہ دے گی۔ (فتح القدیر، باب احکام المرتدین، 6/98، دار الفکر)۔

مجمع الانھر شرح ملتقی الابحر میں ہے:" وأمـا إذا سبـه ﷺ أو واحـدا مـن الأنبياء مسلم ولو سكران وأنـه يـقتل حدا ولا توبة له أصلا تنجيه من القتل سواء بعد القدرة عليه والشهادة أو جاء تائبا من قبل نفسه"

ترجمہ: جب کسی مسلمان نے نبی ﷺ کی یا کسی نبی کی توہین کی اگرچہ نشے کی حالت میں ہو اسے بطور حد قتل کیا جائے گا، اس کی توبہ اصلاً قبول نہیں ہے اور قتل سے نجات نہ دلا سکے گی، یہ حکم اس بات کو عام ہے کہ اسے توہین کی حالت میں پکڑا گیا یا گواہی قائم ہوئی یا اس نے توبہ کرتے ہوئے توہین کا اقرار کیا۔ (مـجـمـع الانهـر، كتـاب السير، احكام الجزيه، 677/1، دار احياء التراث).

علامہ ابن نجیم لکھتے ہیں:" إلا الـردة بسب النبي ﷺ فإنه يقتل ولا يعفى عنه، كذا في البزازية كل كـافر تاب فتوبته مقبولة في الدنيا والآخرة إلا جماعة الكافرين بسب النبي ﷺ وسائر الأنبياء وبسب الشيخين أو أحدهما وبالسحر، ولو امرأة"

ترجمہ: مگر رسول اللہ ﷺ کی توہین کی وجہ سے مرتد کی توبہ قبول نہیں ہے اسے قتل کیا جائے گا، اسی طرح بزازیہ میں ہے کہ ہر کافر کی توبہ قبول ہے دنیا اور آخرت میں مگر رسالت مآب ﷺ، تمام انبیاء، شیخین حضرت ابوبکر وحضرت عمر یا ان میں سے کسی ایک کی توہین کے مرتکب اور جادوگر کو اگرچہ عورت ہو بہر صورت قتل کیا جائے گا۔ (الاشبـاه والـنظاء، , باب الردة ,ص158،دار الكتب العلميه).

علامہ تمرتاشی و حصکفی لکھتے ہیں" (الـكـافـر بسـب نبـي) مـن الأنبيـاء فـإنـه يقتل حدا ولا تقبل توبته مطلقا."

ترجمہ: انبیاء کرام میں سے کسی نبی علیہ السلام کی توہین کے مرتکب کافر کو بطور حد قتل کیا جائے گا اس کی توبہ مطلقاً

قبول نہیں ہوگی۔(تنویر الابصار والدر المختار، باب الردۃ، 4/ 231، دارالفکر)۔

یہی وجہ ہے کہ بعض حنفی علماء نے توہین رسالت کے مرتکب کا حکم عام کافر سے الگ بیان کیا اور عام کافر کی توبہ قبول ہونے کا قول کیا اور توہین رسالت کے مرتکب کو مستثنیٰ قرار دیا جیسا کہ علامہ ابن نجیم کی عبارت گزری۔

گستاخ کی توبہ کا حکم

اس مسئلے میں ضابطہ یہی ہے کہ جن کے نزدیک بطورِ حد قتل ہوگا تو ان کے نزدیک اس کی توبہ کی دنیاوی کوئی حیثیت نہیں ہے کیونکہ توبہ سے حد ساقط نہیں ہوتی۔ جن کے نزدیک توہین رسالت کے مرتکب کو ارتداد کی وجہ سے قتل کیا جائے گا تو ان کے نزدیک اس کی توبہ قبول ہے اور قتل نہیں کیا جائے گا کیونکہ ارتداد کا جرم توبہ سے معاف ہوجاتا ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

امام مالک اور احمد بن حنبل کے نزدیک اس کی توبہ قبول نہیں ہے اور احناف کی ایک بڑی جماعت کا بھی یہی موقف ہے جیسا کہ ابھی گزرا۔

امام شافعی کے مشہور مذہب کے مطابق بطورِ ارتداد قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ قبول ہے۔

شفا میں ہے:" **وعند الشافعي تقبل.**"

ترجمہ: امام شافعی کے نزدیک اس کی توبہ قبول کی جائے گی۔(الشفا، 2/ 255)۔

احناف کا مذہب بھی اس حوالے سے یہی ہے۔ اور یہ تحقیق علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ نے امام ابو یوسف کے قول کو سامنے رکھ کر کی ہے تو اس تحقیق کے مطابق اس کی توبہ قبول ہوگی اور قتل نہیں کیا جائے گا۔

علامہ شامی علیہ الرحمہ نے اولاً یہ بیان فرمایا کہ امام مالک کا مشہور مذہب یہی ہے کہ گستاخ کی توبہ قبول نہیں ہے، اور امام احمد کا قولِ مشہور بھی یہی ہے۔ مگر امام اعظم ابوحنیفہ کا قول توبہ کے قبول ہونے کا ہے اور امام شافعی کا بھی یہی قول ہے۔ جن عبارات سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ امام اعظم سے اس مسئلہ میں اختلاف مروی ہے وہ درست نہیں ہے۔ اس پر علامہ شامی نے شیخ ابن تیمیہ اور علامہ سبکی کی عبارات نقل کیں اور پھر لکھتے ہیں:" **فانظر كيف صرح في هذه المواضع المتعددة مع نقله عن جماعات من ائمة مذهب الحنابلة بأن مذهب أبي حنيفة قبول توبته و كفى هولاء الائمة حجة في إثبات ذلک ......بل يكفي في ذلک الإمام السبكي وحده في إثبات ذلک كما ذكرنا لو خلت كتب الحنفية عن ذكر الحكم فيها ولكنها لم تخل عن**

ذلک"

ترجمہ: پس غور سے دیکھیں کہ کس طرح حنابلہ کے ائمہ کی ایک جماعت نے متعدد جگہ پر صراحت فرمائی کہ امام ابوحنیفہ کا مذہب گستاخ کی توبہ کی قبولیت کا ہے، یہ ائمہ امام اعظم کے مذہب کے اثبات کافی ہیں۔۔۔۔ بلکہ اگر احناف کی کتب میں امام اعظم کے مذہب کو بیان نہ بھی کیا ہوتا تب بھی اکیلے امام سبکی ان کے مذہب کو بیان کرنے میں کافی ہیں۔ اگر چہ کہ کتب احناف میں صراحت موجود ہے۔ (تنبیہ الولاۃ والحکام، ص 324، مکتبہ محمودیہ)۔

پھر علامہ شامی نے کتاب الخراج سے امام ابو یوسف کی روایت نقل فرمائی: **" وأيما رجل مسلم سب رسول ﷺ أو كذبه أو عابه أو تنقصه ؛ فقد كفر بالله وبانت منه زوجته؛ فإن تاب وإلا قتل."**

ترجمہ: کسی مسلمان نے رسول اللہ ﷺ کی توہین کی یا آپ پر جھوٹ گھڑا یا عیب لگایا یا تنقیص کی تو اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا اور اس کی بیوی نکاح سے نکل جائے گی، پس اگر توبہ کر لے تو ٹھیک ورنہ اسے قتل کیا جائے گا۔ (تنبیہ الولاۃ والحکام، ص 324)۔

اس کے بعد لکھتے ہیں: **" وقد أشار بقوله فإن تاب وإلا قتل إلى أنه إن تاب سقطت عنه عقوبة الدنيا والآخرة فلا يقتل بعد إسلامه وإلا لم يصح قوله وإلا قتل فإنه علق القتل على عدم توبته فعلمنا أن معنى قبول توبته عند سقوط القتل عنه في الدنيا ونجاته من العذاب في الآخرة إن طابق باطنه ظاهر"**

ترجمہ: امام ابو یوسف نے اپنے قول **فإن تاب وإلا قتل** سے اس طرف اشارہ کیا کہ اگر وہ توبہ کر لے تو دنیا اور آخرت کی سزا ساقط ہو جائے گی، پس اس کے اسلام کے بعد اسے قتل نہیں کیا جائے گا، ورنہ ان کا قول وإلا قتل صحیح نہ ہوگا، کیونکہ انہوں نے قتل کو توبہ نہ کرنے پر معلق کیا ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ اس کی توبہ کی قبولیت کا مطلب یہ ہے کہ اس کی دنیا کی سزا قتل معاف اور آخرت میں عذاب سے نجات ہے اگر اس نے صدقِ دل سے توبہ کی۔ (تنبیہ الولاۃ والحکام، ص 324)۔

اس کے بعد علامہ شامی نے النتف فی الفتاوی، فتاوی مؤید زادہ، شرح الطحاوی، معین الحکام، نور العین اور حاوی الزاہدی سے توبہ کی قبولیت کی صراحت نقل کی اور یہ بھی فرمایا کہ تمام متون میں گستاخ کا حکم مرتد ہی کے تحت مذکور ہے نہ کہ الگ، جس کا واضح مطلب یہی ہے کہ گستاخ کا حکم مرتد کی طرح ہے۔ (تنبیہ الولاۃ والحکام، ص 324)۔

بعض حضرات کا یہ کہنا کہ اصلِ مذہب بلکہ ظاہر الروایہ کے مطابق توبہ قبول نہیں ہے اور عدمِ قبولیت کے قول کو امام اعظم ابوحنیفہ کا قول قرار دینا صریح تسامح ہے۔ اگر ظاہر الروایہ یعنی مبسوط میں ایسی کوئی روایت ہوتی تو صاحبِ بزازیہ مالکیہ کے قول کے بجائے اسے نقل فرماتے ہیں۔ اسی طرح یہ دعوی کرنا کہ متون، شروح وفتاوی عدمِ قبولیت پر صریح ہیں، یہ بھی درست نہیں ہے کیونکہ تنویر الابصار، درمختار، فتح القدیر، خلاصۃ الفتاوی وغیرہا نے صاحبِ بزازیہ کی اتباع میں مالکیہ کے قول کو لیا ہے۔ لہذا اصلِ مذہب کے مطابق امام اعظم کا قول، متون، شروح اور فتاوی توبہ کی قبولیت پر دال ہیں۔

علامہ شامی لکھتے ہیں: **" ثم ما فهمه البزازي من عبارة الشفا من أن المراد حكاية إجماع الائمة مطلقاً كما مر وقع مثله للعلامة القهستاني حيث قال في شرح مختصر النقاية لو عاب نبياً من الأنبياء عليهم الصلاة والسلام قبلت توبته كما في شرح الطحاوي وغيره لكن في شفا القاضي عياض عن أصحابنا وغيرهم من المذاهب الحق أنه توبته لم تقبل وقيل بالاجماع انتهى. فانظر كيف فهم أن مراد الشفا حكاية الإجماع على قتله مطلقاً أي ولو تاب وهذا فهم لا يصح قطعاً كيف وقد حكى في الشفا الخلاف في المسئلة فما إذا تاب وصرح بالنقل عن أبي حنيفة وغيره بقبول توبته ودرء القتل عنه بها ......ثم قال العلامة حسام جلبي: قد تتبعنا كتب الحنفية فلم نجد القول بعدم قبول توبة الساب عندهم سوى ما ذكر في الفتاوى البزازية وقد عرف بطلانه ومنشأ غلطه فيما مر في أوائل الرسالة فتذكر، انتهى ملخصاً"**

ترجمہ: پھر علامہ بزازی شفا کی عبارت سے یہ سمجھے ہیں کہ ائمہ کے اجماع کی حکایت مطلقاً ہے جیسا کہ گزرا۔ ایسا ہی علامہ قہستانی ذکر کیا شرح النقایہ میں: اگر کسی نبی علیہ السلام کی توہین کی تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی جیسا کہ شرح الطحاوی وغیرہا میں ہے۔ لیکن قاضی عیاض کی شفا میں ہے کہ ہمارے اور دوسرے مذاہب حق کے اصحاب سے مروی ہے کہ اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی، بعض نے اس کو اجماعی مسئلہ قرار دیا۔ شفا کی عبارت ختم ہوئی۔ پس دیکھ تو کہ کیسے سمجھا کہ اجماعاً قتل والی بات مطلقاً ہے یعنی اگر چہ توبہ کرلے۔ جب کہ یہ سمجھنا صحیح نہیں ہے، یہ صحیح کیسے ہوسکتا ہے جبکہ شفا میں اس مسئلہ میں اختلاف مذکور ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ وغیرہ سے صراحت منقول ہے کہ اس کی توبہ قبول ہے اور قتل ساقط ہوجائے گا۔۔۔۔ پھر حسام چلپی نے فرمایا: تحقیق ہم نے کتب حنفیہ میں تتبع، تلاش کی مگر توبہ کے قبول نہ ہونے کا قول

نہ پایا سوائے اس کے جو فتاوی بزازیہ میں ہے اور اس کا بطلان اور احناف کے خلاف قول کرنے کی وجہ پہچان چکے رسالے کے شروع، اسے یاد رکھ۔ (تنبیہ الولاۃ والحکام، ص332)۔

مزید لکھتے ہیں: " **عبارة الخراج التي اطلعت عليها ورأيتها ليس فيها ذكر الخلاف وقد ذكرتها لک من قبل بحروفها وبعض الفتاوى المذكور مجهول فالله أعلم به على أنه لو ثبت خلاف محمد في المسئلة لا يعدل عن قول أبي حنيفة وأبي يوسف الذي مشى عليه أصحاب المتون وغيرهم ولا سيما التعبير بقوله خلافاً لمحمد مشير إلى ضعفه ولو كان لمحمد خلاف في هذه المسئلة لتمسک به البزازي ومن تابعه ولم يعدل عن النقل عنه إلى النقل عن المالكية على أن البزازي لم يدع أن ذلک قول في المذهب بل دعواه أنه مما انعقد عليه اجماع الائمة وقد تقنت بطلانه مما نقلناه لک** "

ترجمہ: امام ابو یوسف کی کتاب الخراج کی عبارت پر تو مطلع ہو گیا اور میں نے اسے دیکھا کہ اس میں اختلاف کا نام ونشان ہی نہیں ہے اور تیرے لئے میں نے بعینہ اسے پہلے نقل کر دیا ہے۔ بعض فتاوی میں جو اس کے خلاف موجود ہے وہ مجہول ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ اگر امام محمد کے اس کے خلاف قول ثابت ہو جاتا تو صاحبِ بزازیہ امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے قول سے عدول نہ کرتے کہ ان دونوں کے قول پر اصحاب متون وغیرھا ہیں، خاص کر وہ خلافاً لمحمد ذکر کر کے اس قول کے ضعف کی طرف بھی اشارہ کرتے۔ اور اگر اس مسئلہ میں امام محمد سے کوئی رایت ہوتی تو علامہ بزازی ضرور اسے بطورِ دلیل ذکر کرتے ہیں اور اس قول کے بجائے مالکیہ کے قول کی طرف عدول نہ کرتے کیونکہ امام بزازی نے یہ دعوی نہیں کیا کہ ایک مذہب میں یہ قول بھی ہے بلکہ ان کا تو یہ دعوی ہے کہ اس پر ائمہ کا اجماع ہے۔ اور ہماری تحقیق سے ان کے اس قول کے بطلان کا تجھے یقین ہو چکا ہے۔ (تنبیہ الولاۃ والحکام، ص333)۔

آج کے بلاگرز، لبرلز اور عادی گستاخ کا حکم

علامہ ابو سعود آفندی علیہ الرحمہ نے گستاخ کی توبہ کے متعلق تفصیل بیان کی اور یہ تیسرا قول انہی کا ہے۔ ان کی بیان کردہ تفصیل کی دو صورتیں ہیں۔

(1) اگر وہ گرفتار نہیں ہوا یعنی معاملہ قاضی کے پاس نہیں پہنچا اور ویسے ہی معاملہ رفع دفع ہو گیا اور وہ توبہ کر لیتا ہے تو پھر قاضی کے پاس اس کا مقدمہ نہیں جائے گا اور اس کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

(2) اگر وہ اسی کفر وارتداد کی حالت میں گرفتار ہوا اور معاملہ قاضی کے پاس پہنچ گیا، تو پھر قاضی کے پاس وہ توبہ کرتا ہے تو پھر اسکی اس توبہ کی بنیاد پر اسکی یہ سزا ساقط نہیں کی جائے گی بلکہ اس کو قتل کیا جائے گا اور علامہ شامی نے بھی جو یہ فرمایا کہ قتل نہیں کیا جائے گا وہ بھی اس بات کے ساتھ مقید ہے کہ وقتی طور پر غصے میں یا جہالت کی بنیاد پر یا کسی حماقت کی بنیاد پر اس سے یہ توہین کا کلمہ نکل گیا۔ اگر وہ اس کا اعتقاد رکھتا ہے یا اس کی عادت ہے۔

جیسا کہ آج کل ہمارے ہاں یہ نام نہاد بلاگرز کا مسئلہ اٹھا ہوا ہے، جو اپنے آپ کو مسلمان کہلانے کے باوجود باقاعدہ منصوبہ بندی کے ساتھ کر رہے ہیں۔ تو اس کے بارے میں علامہ شامی کا بھی موقف یہی ہے کہ اس طرح کے لوگ پکڑے جائیں اور توبہ بھی کریں تو ان کی سزا ساقط نہیں ہوگی بلکہ ان کو قتل کیا جائے گا۔ علامہ شامی کے نزدیک ان کی حیثیت زندیق کی طرح ہے، کہ زندیق کو بھی قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اسی طرح یہ نام نہاد سیکولرز، لبرل جو توہین رسالت کے مرتکب ہوئے اور اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے تھے تو ان کے لئے بھی علامہ شامی کا قول یہی ہے کہ ان کو بھی قتل کیا جائے گا۔

علامہ شامی لکھتے ہیں:" **والقول الثالث ما ذكره المحقق أبو السعود آفندى العمادي من التفصيل وهو أنه تقبل توبته قبل رفعه إلى الحاكم لا بعده وتبعه عليه الشيخ علاء الدين في الدر المختار."**

ترجمہ: تیسرا قول جسے محقق ابوسعود آفندی عمادی نے بالتفصیل ذکر کیا کہ قاضی تک مقدمہ دائر ہونے سے پہلے اس کی توبہ قبول ہے اس کے بعد قبول نہیں ہے۔ شیخ علاء الدین نے درمختار میں اسی قول کو لیا ہے۔ (تنبیہ الولاۃ والحکام، ص 343)۔

کافر گستاخ کی سزا

اگر کسی غیر مسلم سے توہین ہو تو اسکی بھی دو صورتیں بنیں گی۔

(1) اس نے اپنے اس فعل سے توبہ کی اور مسلمان ہو گیا۔

(2) اپنے اسی کفر پر قائم رہا اور مسلمان نہیں ہو۔

کافر گستاخ اگر مسلمان ہو جائے؟

اگر وہ مسلمان ہو جاتا ہے تو اس صورت میں ائمہ کا اختلاف ہے۔

امام مالک اورامام شافعی کے نزدیک اس کا قتل ساقط ہوجائے گا، کیونکہ اسلام سابق گناہوں کومٹا دیتا ہے۔

امام احمد کا مؤقف اس حوالے سے واضح اور سخت ہے کہ چاہے وہ مسلمان بھی ہوجائے اس کی سزا ساقط نہیں ہوگی ہاں اس کے اسلام کوقبول کرلیا جائے گا۔

علامہ سبکی لکھتے ہیں:" **وفي كل من المذاهب الثلاثة خلاف، أما المالكية: فعن مالك روايتان مشهورتان في سقوط القتل عنه بالإسلام وإن قالوا في المسلم لا يسقط القتل عنه بالإسلام بعد السب، وأما الحنابلة فكذلك عندهم في الساب ثلاث روايات ...والمشهور عندهم عدم القبول مطلقًا، وأما الشافعية: فالمشهور عندهم القبول مطلقًا عل ما حررته فيما تقدم من النقل."**

ترجمہ:اس کے بارے میں تینوں مذاہب میں اختلاف ہے۔ مالکیہ کے نزدیک امام مالک سے دومشہور روایتیں ہیں اسلام کی وجہ سے قتل کے سقوط کے بارے میں اگر چہ مسلمان کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ توبہ کی وجہ سے اس کا قتل ساقط نہ ہوگا۔حنابلہ کے نزدیک اس میں تین روایتیں ہیں،مشہور روایت یہی ہیکہ مطلقاً اس کی توبہ قبول نہیں ہے۔شافعیہ کے نزدیک مشہور یہی ہیکہ مطلقاً اس کی توبہ قبول ہے، جیسا کہ اس پر پہلے نقل کر چکا ہوں۔(**السيف المسلول، الباب الثانی، الفصل السادس، ص 383، دا رالفتح عمان**).

احناف کے نزدیک اس میں تقسیم ہے:(1)اگر وہ شخص اس طرح کی گستاخی کرنے کا عادی ہےتو پھر ایسی صورت میں اگر چہ وہ اسلام قبول کر بھی لے اسے قتل کیا جائے گا۔(2)اگر اس سے اتفاقاً ایسا ہوگیا اور پھر وہ توبہ بھی کر لیتا ہے،اسلام قبول کر لیتا ہیاوراس کی عادت نہیں ہے اور نہ اس کی دعوت دیتا ہے، نہ اس حوالے سے کوئی مہم چلاتا ہے نہ منصوبے بناتا ہےتو پھر ایسی صورت میں اس کوقتل تو نہیں کیا جائے گا لیکن تعزیر اور سزا اس کوضرور دی جائے گی۔

علامہ شامی لکھتے ہیں:" **فيقتل عندنا سياسة إذا تكرر منه ذلك وأعلن به وإن أسلم."**

ترجمہ: پس ہمارے نزدیک اسے بطورِ سیاست اور مفادِ عامہ کے تحت قتل کیا جائے گا اگر وہ یہ توہین بار بار کرے اور اس کا اعلان کرے اگر چہ وہ اسلام لے آئے۔(تنبیہ الولاۃ والحکام،ص355)۔

کافر گستاخ اگر اپنے کفر پر قائم رہے؟

اگر وہ مسلمان نہیں ہوتا ہےتو پھر اس صورت میں تمام علماء کے نزدیک واجب القتل ہے۔

لیکن وجہ میں اختلاف ہے: امام مالک، امام احمد بن حنبل اور امام شافعی کے نزدیک اس فعل کی وجہ سے اس کا جو عقدِ ذمہ تھا وہ ٹوٹ گیا اب عقدِ ذمہ ٹوٹ جانے کی وجہ سے اس کا جو جان و مال کا تحفظ ریاستِ اسلامیہ کی طرف سے اسے حاصل تھا وہ ختم ہو گیا اب اس بنیاد پر اسے قتل کیا جائے گا، جبکہ احناف کے نزدیک اس کا عقدِ ذمہ تو نہیں ٹوٹا لیکن تعزیر کے طور پر اس شخص کو قتل کیا جائے گا۔

علامہ شامی لکھتے ہیں:" **والمصرح عندنا في المتون والشروح أن الذمي لا ينتقض بسب النبي ﷺ لا يلزم من عدم النقض عدم القتل وقوله لا أصل له في الرواية فاسد إذ صرحوا قاطبة بأنه يعزر إلى القتل إذ أعظم موجبه ومذهب الشافعي عدم النقض به كمذهبنا على الأصح قال ابن السبي لا ينبغي أن يفهم من عدم الانتقاض أنه لا يقتل وإن قلنا بعدم انتقاض العهد انت. والحاصل أن الذمي يجوز قتل عندنا لكن لا حداً بل تعزيراً فقتله ليس مخالفاً للمذهب.**"

ترجمہ: ہمارے نزدیک متون اور شروح میں یہ صراحت موجود ہے کہ ذمی کا عقدِ ذمہ توہین رسالت مآب کی وجہ سے نہیں ٹوٹے گا۔ ذمہ نہ ٹوٹنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کو قتل بھی نہیں کیا جائے گا۔ ان کا قول کہ اس میں کوئی روایت نہیں فاسد ہے کیونکہ علماء نے اس کی صراحت کی کہ اس کو تعزیراً قتل بھی کیا جا سکتا ہے کیونکہ قتل کا سب سے بڑا سبب یہی ہے۔ امام شافعی کا مذہب بھی ذمہ نہ ٹوٹنے کا ہمارے مذہب کی طرح صحیح قول پر۔ امام سبکی کے بیٹے نے فرمایا کہ اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ اسے قتل بھی نہیں سکتے اگرچہ ہم نے عقد ذمہ نہ ٹوٹنے کا قول کیا ہے۔ ان کی عبارت ختم ہوئی۔ خلاصہ یہ ہیکہ ذمی کو قتل کرنا جائز ہے ہمارے نزدیک لیکن بطور حد نہیں بلکہ بطور تعزیر، تو اسے قتل کرنا مذہب کے مخالف نہیں ہے۔ (تنبیہ الولاۃ والحکام، ص353)۔

تو قتل کے معاملے میں تمام ائمہ کا اتفاق ہے کہ اس غیر مسلم کو قتل کیا جائے گا۔ ثمرۂ اختلاف اس صورت میں ظاہر ہوگا کہ جو ائمہ عقدِ ذمہ ٹوٹنے کی بات کرتے ہیں ان کے نزدیک اس کا جتنا مال و اسباب بھی ہوگا وہ بھی سلب کیا جائے گا، کیونکہ جب عقدِ ذمہ ٹوٹ گیا تو صرف جان کا تحفظ ہی ختم نہیں ہوا بلکہ مال کا تحفظ بھی ختم ہو گیا، اور اب اس کا سارا مال حکومت ضبط کر کے مسلمانوں پر خرچ کرے گی۔ جبکہ احناف کے نزدیک اس کو قتل تو کیا جائے گا لیکن اس کا جو مال ہوگا، وہ اس کے ورثاء میں تقسیم کیا جائے گا، کیونکہ اس کے مال کا تحفظ ختم نہیں ہوگا۔ اس دوسری صورت میں مرد اور عورت کا حکم ایک جیسا ہے۔

فقہی حوالے سے جو مذاہب تھے وہ میں نے آپ حضرات کے سامنے بیان کئے ہیں، اور یہ بھی بحثیں اس صورت میں ہیں کہ جبکہ حاکم یا ریاست کی طرف سے کوئی خاص قانون کی پابندی قاضی شرع پر نہ ہو، تو جس مذہب کا قاضی ہوگا وہ اپنے مذہب کے مطابق ہی فیصلہ کرے گا۔

عورت کی پھانسی اور پہلے اعتراض کا جواب

ابھی ہم نے ذکر کیا کہ اگر کافر گستاخ اپنے کفر پر قائم رہتا ہے توبہ نہیں کرتا تو بالاجماع اس کو قتل کیا جائے اگرچہ احناف کے نزدیک تعزیراً قتل کیا جائے۔ اور اس حکم میں مرد اور عورت برابر ہیں، یعنی اگر کافرہ گستاخی کرتی ہے تو اس سے نرمی نہیں برتی جائے گی بلکہ فتنہ کو جڑ سے اکھیڑنے کیلئے اسے بھی قتل کیا جائے گا اور پھانسی پر لٹکا دیا جائے گا۔ جس کے دلائل درج ذیل ہیں۔

(1) بدری صحابی حضرت عمیر بن عدی نے ایک عورت کو گستاخی کے جرم میں قتل کیا۔

علامہ واقدی لکھتے ہیں: " **حدثني عبد الله بن الحارث، عن أبي، أن عصماء بنت مروان من بني أميه بن زيد، كانت تحت يزيد بن زيد بن حصن الخطمي، وكانت تؤذي النبي ﷺ وتعيب الإسلام، وتحرض على النبي صلﷺ، وقالت شعرا: .....قال عمير بن عدي بن خرشة بن أمية الخطمى حين بلغه قولها وتحريضها: اللهم، إن لک علي نذرا لئن رددت رسول الله ﷺ إلى المدينة لأقتلنها– ورسول الله ﷺ يومئذ ببدر– فلما رجع رسول الله ﷺ من بدر جائها عمير بن عدي في جوف الليل حتى دخل عليها في بيتها، وحولها نفر من ولدها نيام، منهم من ترضعه في صدرها، فجسها بيده، فوجد الصبي ترضعه فنحاه عنها، ثم وضع سيفه على صدرها حتى أنفذه من ظهرها، ثم خرج حتى صلى الصبح مع النبي ﷺ بالمدينة فلما انصرف النبي ﷺ نظر إلى عمير فقال: أقتلت بنت مروان؟ قال: نعم بأبي أنت يا رسول اللهﷺوخشي عمير أن يكون فتات على النبي ﷺ بقتلها فقال: هل علي في ذلک شيء يا رسول اللهﷺ؟ قال: لا ينتطح فيها عنزان، فالتفت النبي ﷺ إلى من حوله فقال: إذا أحببتم أن تنظروا إلى رجل نصر الله ورسوله بالغيب، فانظروا إلى عمير بن عدي. فقال عمر بن الخطاب رضي الله عنه: انظروا إلى هذا الأعمى الذي تشدد في طاعة الله. فقال: لا تقل الأعمى، ولكنه البصير.**"

ترجمہ: مجھے حدیث بیان کی عبداللہ بن حارث نے، انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ عصماء بنت مروان بنی امیہ سے تھی اور یزید بن حصن خطمی کے پاس تھی، وہ رسول اللہ ﷺ کو ایذا دیتی تھی اور اسلام کی توہین کرتی تھی اور نبی علیہ السلام کے خلاف ابھارتی اور اشعار کہتی۔۔۔۔عمیر بن عدی بن خرشہ بن امیہ خطمی کو جب اس کا پتہ چلا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں منت مانی کہ اگر رسول اللہ ﷺ مدینہ کی طرف واپس لوٹ آئے تو میں اسے ضرور قتل کروں گا جبکہ رسول اللہ جنگ بدر میں تھے۔ پس جب رسول اللہ ﷺ بدر سے واپس تشریف لائے تو عمیر بن عدی آدھی رات کو اس عورت کے پاس آئے اور اس کے گھر میں داخل ہو گئے جبکہ اس کے بچے اس کے اردگرد سو رہے تھے، ایک بچہ دودھ پی رہا تھا، (آپ نابینا تھے) تو آپ نے اپنے ہاتھ سے اسے ٹٹول کر تلاش کیا اور بچے کو الگ کیا پھر اپنی تلوب اس کے سینہ پر رکھی حتی کہ تلوار اس کی پشت سے پار ہو گئی۔ پھر باہر نکل آئے حتی کہ صبح کی نماز نبی ﷺ کے ساتھ پڑھی مدینہ شریف میں، جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت عمیر کی طرف دیکھا اور فرمایا: کیا تو نے مروان کی لڑکی کو قتل کر دیا ہے؟ حضرت عمیر نے عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ حضرت عمیر ڈرے ہوئے تھے کہ اس عمل کی وجہ سے رسول اللہ کے خلاف کوئی سازش نہ ہو جائے، پس عرض کی: یا رسول اللہ کیا میں نے صحیح نہیں کیا؟ فرمایا: اس کے قتل میں کوئی حرج نہیں ہے اور کوئی دو رائے نہیں ہے۔ پھر نبی ﷺ اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اگر تم ایسے شخص کی زیارت کرنا چاہتے ہو کہ جس نے اللہ اور اس کے رسول کی غائبانہ مدد کی تو اس عمیر بن عدی کی زیارت کرو۔ حضرت عمر نے عرض کی کہ اس نابینا شخص کو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں کتنا سخت ہے! نبی ﷺ نے فرمایا: اسے نابینا نہ کہو بلکہ یہ تو بینا ہے (دل اور ایمان کی آنکھ روشن ہے)۔ (مغازی الواقدی، سریه قتل عصماء، 173/1، دار الاعلم؟ عمان).

(2) علامہ سبکی لکھتے ہیں: " وذكر هذه القصة غير هؤلاء أيضًا، فثبت بهذه القصة وبغيرها أن هؤلاء النسوة إنما قتلن بشتمهن وسبهن."

ترجمہ: اسے واقعے کے علاوہ اور بھی واقعے ہیں۔ ان سے ثابت ہوا کہ یہ عورتیں رسول اللہ کی توہین اور گستاخی کی وجہ سے قتل ہوئیں۔ (السیف المسلول ,الباب الثانی، الفصل الرابع، الدلیل التاسع، ص 351)۔

(3) علامہ حصفکی ابن کمال پاشا کے حوالے سے لکھتے ہیں: " والحق أنه يقتل عندنا إذا أعلن بشتمه عليه الصلاة والسلام – صرح به في سير الذخيرة، حيث قال: واستدل محمد لبيان قتل المرأة

إذا أعلنت بشتم الرسول."

ترجمہ: حق یہ ہے کہ جب اعلانیہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں گستاخی کی تو اسے قتل کیا جائے گا، سیر ذخیرہ میں یہ صراحت کرتے ہوئے فرمایا: امام محمد نے عورت کے قتل پر استدلال کیا کہ جب وہ اعلانیہ رسول اللہ کی توہین کرے۔ (الدرالمختار، مطلب فیما ینقض بہ عقد الذمی، 4/216)۔

(4) علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں: " لا يقال كيف قتلت مع أن النساء لا يقتلن للكفر عندنا لأنا نقول إنما قتلت لسعيها في الأرض بالفساد لأنها كانت تهجو النبي صل اللہ عليه وسلم وتؤذيه وتحر وتحرض الكفار عليه."

ترجمہ: اگر یہ اعتراض ہو کہ عورتوں کو تو ہمارے نزدیک کفر کی وجہ سے قتل کرنا جائز نہیں ہے تو اس جواب یہ ہیکہ اس کے فتنہ اور فساد کی وجہ سے قتل کیا جائے گا کیونکہ وہ نبی ﷺ کی توہین کر رہی ہے، انہیں ایذاء پہنچا رہی ہے اور کفار کو اس پر ابھار رہی ہے۔ (تنبیہ الولاۃ والحکام، ص355)۔

(5) مزید لکھتے ہیں: " وقد صرحوا بأن الساحر يقتل ولو امرأة ولا شك أن ضرر هذه أشد من الساحر والزنديق وقاطع الطريق."

ترجمہ: فقہاء نے تصریح کی کہ جادوگر کو قتل کیا جائے گا اگر چہ وہ عورت ہو۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ گستاخ عورت جادوگر، زندیق اور ڈاکو سے زیادہ خطرناک ہے۔ (تنبیہ الولاۃ والحکام، ص355)۔

295C اور مذاہبِ اربعہ

اور اگر کسی ریاست کی طرف سے یا کسی حکمران کی طرف سے قاضیوں کو کوئی خاص قانون بنا کر دیا گیا ہو اور اس قانون کی پابندی ان پر لازم قرار دی گئی ہو، جیسا کہ ہمارے پاکستان کا معاملہ ہے، کہ 295C کا قانون جو ہے وہ تعزیرات پاکستان میں موجود ہے اور ہمارے ہاں جتنا قضاء کا انتظام ہے وہ سب قاضی کی صوابدید پر نہیں ہے بلکہ ان کو اس قانون کی پابندی کرنی ہوتی ہے، تو ہمارے اس قانون میں یہ بالکل واضح طور پر حکم ہے کہ مرد و عورت ہوں، مسلمان ہو یا غیر مسلم سب کی سزا ایک ہی ہے، تو اس لیئے اسی پر قاضی عمل کرے گا، اور یہ ہمارے احناف کا اور دیگر آئمہ کا متفق فیصلہ ہے کہ مختلف فیہ مسئلہ میں جب قاضی کی قضاء آجائے تو وہاں پر اختلاف ختم ہو جاتا ہے اور وہاں فقہی ابحاث کی کوئی گنجائش نہیں رہتی، تو اس لئے جو صاحبان یہ سمجھ رہے ہیں کہ وہ فقہ حنفی کا سہارا لے کر ان توہین رسالت کے مرتکبین کے

لئے کوئی نرم گوشہ نکالا جاسکتا ہے تو وہ غلطی پر ہیں کیونکہ ہمارے پاکستان کے قانون میں فقہ حنفی کی کوئی پابندی نہیں ہے،اس کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے، حنفی جمہوریہ پاکستان نہیں ہے۔

دوسری بات یہ کے یہاں آئین میں واضح لکھا ہے کہ قانون جو بنے گا وہ قرآن وسنت کے مطابق بنے گا یعنی قرآن وسنت کی جو واضح نصوص ہیں جو علماء کے اقوال ہیں ان کی روشنی میں اس کو دیکھا جائے گا اس میں کہیں یہ نہیں لکھا کہ مذہب حنفیت کو ترجیح دی جائے گی مذہب حنفیت کے تحت قانون سازی کی جائے گی، اگر چہ اکثر قانون اس کے مطابق ہی بنتے ہیں، لیکن ایسی کوئی پابندی یہاں پر موجود نہیں ہے کہ جس کی وجہ سے اس قانون کو آئین پاکستان کے خلاف قرار دیا جائے، تو اس لیئے یہ بحث ہی بالکل غیر متعلق ہے کہ احناف کا مذہب کیا ہے اور کیا نہیں؟ اور میں احناف کا مذہب واضح طور پر بتا چکا ہوں، غیر مسلم کے حوالے سے تو بالکل قتل کا ہے اور آسیہ ملعونہ کی جو پھانسی کی بات کی جاتی ہے یہ بالکل مذہب حنفیت کے مطابق ہے، اور جو لوگ سمجھ رہے ہیں تو یہ ان کی بالکل غلط فہمی ہے۔

تیسرے اعتراض کا جواب

جہاں تک یہ سوال ہے کے اعلی حضرت علیہ الرحمہ نے اس قانون کے حوالے سے بات کیوں نہیں کی؟ اور گستاخان کے قتل کا مطالبہ کیوں نہ کیا؟ اور واجب القتل قرار کیوں نہ دیا؟

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے دور میں انگریزوں کی حکومت تھی ہندوستان پر وہاں اسلامی ریاست کا کوئی معاملہ نہیں تھا، اسلامی قوانین کا کوئی معاملہ نہیں تھا، اسی لئے اعلی حضرت علیہ الرحمہ نے اپنے فتوے میں بالکل واضح طور پر یہ بات ارشاد فرمایا کہ توہین رسالت کے مرتکب لوگوں پر جو شرعی حکم ہے وہ تو یہاں پر نافذ نہیں ہوسکتا، تو اب مسلمان جو ہیں وہ کم ازکم ان کا بائیکاٹ کریں ان سے دور رہیں اور اپنے سے ان کو دور کریں۔

تو اعلیٰ حضرت نے بالکل واضح طور پر یہ حکم وہاں پر بتا دیا ہے کہ یہ جو حکم ہے اس لئے ہے کہ اسلامی ریاست کو وجود نہیں ہے اسلامی حکمران یہاں موجود نہیں ہیں۔

لیکن الحمدللہ ہمارے پاکستان میں اسلامی ریاست ہے اسلامی قانون ہیاور مسلمان حکمران ہیں اس لئے ان سے ہم بالکل حق بجانب ہیں ان سے یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ جو بھی توہین رسالت کا مرتکب ہو اس پر قانون کے مطابق فیصلہ کیا جائے، اور جو اس کی سزا تعزیرات پاکستان کی دفع 295C میں لکھی گئی ہے، اس کے مطابق اس کو سزا دی جائے گی۔

اوراس حوالے سے کسی کو کوئی اشکال ہوتو وہ بالکل رابطہ کر سکتا ہے، انشاءاللہ ہم اس کی بات سنے گے اور تحمل سے اس کا جواب بھی دیں گے، لیکن اگر کوئی بدنیتی ہے، کوئی فساد پھیلانا چاہتا ہے، کوئی انتشار پھیلانا چاہتا، کوئی غیر ملکی ایجنڈے کو پورا کرنا چاہتا ہے، تو ظاہر پھر اس سے ہم سختی سے نمٹیں گے اور پھر اس کو اس کے حساب سے ہی جواب دیں گے، لیکن کوئی علمی طور پر بات کرنا چاہتا ہے تو پھر انشاءاللہ ہم بالکل حاضر ہیں اور اس کی ہر علمی بات کا جواب دیں گے، واللہ اعلم بالصواب۔

خلاصۃ البحث

(1) اگر مسلمان نے گستاخی اور توبہ نہ کی تو بالاجماع قتل کیا جائے گا توبہ قبول نہیں۔

(2) اگر مسلمان گستاخ نے توبہ کر لی تو امام مالک اور امام احمد کے نزدیک اس کی توبہ قبول نہیں ہے، اسے بہر صورت قتل کیا جائے۔ جبکہ امام اعظم ابوحنیفہ اور امام شافعی کینزدیک اس کی توبہ قبول ہے۔

(3) اگر کافر نے گستاخی کی اور اسلام قبول کر لیا تو امام شافعی، امام مالک کے نزدیک اس کا اسلام قبول اور قتل نہیں کیا جائے گا۔ جبکہ امام احمد کے نزدیک تب بھی قتل کیا جائے گا۔ احناف کے نزدیک یہ ہے کہ اگر اس سے اتفاقی اور پہلی دفعہ گستاخی ہوئی تو سزا دی جائے گی۔ اور اگر عادی ہے، بار بار کرتا ہے، اعلانیہ کرتا ہے تو تعزیراً قتل کیا جائے گا۔

(4) کافر نے گستاخی کی اور اسلام نہیں لایا اگرچہ معافی مانگے تب بھی واجب القتل ہے۔

(5) پروپیگنڈا کر کے توہین کرنے والے، اعلانیہ توہین کرنے والے اور اس کے عادی گستاخوں کو بالاتفاق قتل کیا جائے گا۔ جیسا کہ بلاگرز وغیرہ ہیں۔

(5) گستاخی کے مذکورہ احکام میں مرد و عورت دونوں برابر ہیں۔ یعنی عورت کو بھی قتل کیا جائے گا۔